(10)

مسجد ہالینڈ اور مسجد واشنگٹن کے لئے چندہ کی تحریک

(فرمودہ 12 مئی 1950ء بمقام ربوہ)

تشہد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

''اصل میں تو عمر کا تقاضا ہوتا ہے کہ انسان مختلف بیماریوں کا شکار ہوتا چلا جاتا ہے۔ ایک بیماری جاتی ہے تو دوسری آ جاتی ہے۔ بظاہر وہ بیماریاں الگ الگ قسم کی نظر آتی ہیں لیکن درحقیقت اُن کی وجہ ایک ہی ہوتی ہے یعنی عمر کا تقاضا۔ پچھلے دو تین دنوں سے مجھے شدید امتلاء کی تکلیف ہے جیسے تخمہ 1 یا ہیضہ میں ہوتی ہے۔ ابھی پوری طرح افاقہ نہیں ہوا اب بھی بعض دفعہ اس کا دَورہ ہو جاتا ہے۔

میں آج نہایت ہی اختصار کے ساتھ جماعت کو اُن چندوں کی طرف توجہ دلاتا ہوں جن کا اعلان کچھ عرصہ سے وکالتِ مال کی طرف سے اخبار میں ہو رہا ہے۔ یعنی مسجد ہالینڈ اور مسجد واشنگٹن کے لئے چندہ کی تحریک۔ دنیا میں ہر زمانہ میں کچھ آبادی کے مرکز ہوا کرتے ہیں اور کچھ تہذیب کے مرکز ہوا کرتے ہیں۔ اِسی طرح کچھ مذہب کے مرکز ہوا کرتے ہیں۔ اِس زمانہ میں چند اقوام کو دنیا میں خصوصیت حاصل ہے۔

ایک تو اِس وقت ہندوستان کو فوقیت اور اہمیت حاصل ہے یعنی وہ ہندوستان جس میں پاکستان اور بھارت دونوں شامل ہیں۔ بھارت میں احمدیت کا وہ مستقل مرکز موجود ہے جس کو خدا تعالیٰ نے اسلام کی اشاعت اور ترقی کے لئے موجودہ دَور میں مرکزی مقام قرار فرمایا ہے۔ اور پاکستان میں اِس وقت وہ فعّال مرکز ہے جس کے ذریعہ اسلام کی اشاعت ہو رہی ہے۔ پس مذہبی مرکز کے لحاظ سے تو ہندوستان یا وہ ملک جو پاکستان اور بھارت کا مجموعہ ہے سب سے زیادہ اہمیت رکھتا ہے۔

پھر دوسرے نقطۂ نگاہ سے یعنی اصلیت کے لحاظ سے عرب ممالک نہایت ہی اہم حیثیت رکھتے ہیں کیونکہ اسلام اِنہی سے نکلا اور انہی سے باہر پھیلا۔ اور وہ مقامات جن کے ساتھ انسانی عبادات وابستہ ہیں وہیں واقع ہیں۔ لیکن اِس وقت وہ فعّال مرکز نہیں۔ اسلام کی اشاعت اور تنظیم کی طرف اُنہیں کوئی توجہ نہیں۔ غرض اصلیت کے لحاظ سے عرب ممالک دنیا پر فوقیت رکھتے ہیں خواہ وہاں تبلیغ کا کام نہ ہو رہا ہو۔

تیسرا مرکز اِس وقت جنوب مشرقی ایشیا ہے جو آبادی کے لحاظ سے بہت بڑی فوقیت اور عظمت رکھتا ہے۔ انڈوچائنا 2، ملایا، سیام 3، انڈونیشیا اور فلپائن ان کو اگر ملا لیا جائے تو آبادی کے لحاظ سے یہ علاقہ دنیا کا تیسرا حصہ ہے۔ لیکن رقبہ کے لحاظ سے دنیا کا تیسرا حصہ تو کُجا چھٹا حصہ بھی نہیں۔ اِن ممالک میں سے جو اسلام کے ساتھ تعلق رکھنے والا علاقہ ہے وہ انڈونیشیا کا ہے۔ انڈونیشیا اِس لحاظ سے بڑی اہمیت رکھتا ہے کہ اسلام اگر مشرقی ایشیا میں ترقی کر سکتا ہے تو صرف یہی ملک اس کا مرکز ہو سکتا ہے۔ چین میں بھی مسلمان ہیں لیکن اُتنی آبادی نہیں جتنی انڈونیشیا کی ہے۔ دوسرے یہ کہ وہ اقلیت کی حالت میں ہیں اور اپنے وجود کو غیر مسلموں سے منوا نہیں سکتے۔ انڈونیشیا کو یہ فوقیت بھی حاصل ہے کہ یہ ملک ایشیائیوں کے ماتحت بھی ہے اور اِس میں آبادی بڑھنے کے سامان بھی موجود ہیں۔ بورنیو کا جزیرہ ہندوستان کے نصف سے بڑا ہے لیکن اُس کی آبادی صرف پچیس تیس لاکھ ہے۔ جس کے معنے یہ ہیں کہ مسلمانوں کا ایک حصہ ایسے ملک پر قابض ہے کہ وہاں دس پندرہ کروڑ کی آبادی بڑھائی جا سکتی ہے۔ یہ فوقیت اَور کسی ملک کو حاصل نہیں۔ باقی ملک گنجان طور پر آباد ہیں اور ترقی کی گنجائش ان میں موجود نہیں۔ پھر انڈونیشیا کا ہالینڈ سے تعلق ہے اور چونکہ وہ چھوٹا سا ملک ہے انڈونیشیا کے اُس کے ساتھ ملنے کی وجہ سے مسلمانوں کی آبادی ڈچ ایمپائر میں بڑھ جاتی ہے اور اِس وجہ سے ایک یورپین ایمپائر میں مسلمانوں کا حصہ زیادہ ہو کر مسلمانوں کا سیاسی نفوذ بڑھ جاتا ہے۔

چوتھی اہمیت امریکہ کو حاصل ہے جو اسے تہذیب اور کمال کے لحاظ سے حاصل ہے۔ امریکہ کی تنظیم، دولت، تجارت، صنعت و حرفت، حکومت اور تہذیب کے لحاظ سے سارے ملکوں میں نمبر اول پر ہے۔

پانچویں خصوصیت دنیا کے ملکوں میں سے افریقن قبائل کو حاصل ہے۔ خصوصاً وسطی قبائل کو۔ شمالی حصہ پہلے سے مسلمان ہے اور جنوبی حصہ پر بعض مغربی قومیں قابض ہیں۔ لیکن وسطی حصہ ابھی تک

مقامی لوگوں کے ماتحت ہے اور اس میں اب بیداری کے سامان پیدا ہو رہے ہیں اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعض پیشگوئیوں سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ کسی وقت چوٹی کے ملکوں میں شامل ہو جائے گا۔

یہ پانچ ایسے ملک ہیں جو دوسرے ممالک پر اہمیت اور خصوصیت رکھتے ہیں۔ اِن میں سے چار ملک ایسے ہیں جن میں نمایاں طور پر احمدیت کو خصوصیت حاصل ہے۔ مثلاً پاکستان اور ہندوستان میں جن کو آجکل ایشیا میں سیاسی برتری حاصل ہے یہاں احمدیت کے مراکز واقع ہیں۔ انڈونیشیا ان ابتدائی ممالک میں سے ہے جہاں احمدیت پھیلی اور پھیل رہی ہے۔ افریقہ میں اگر کوئی اسلامی جماعت کام کر رہی ہے یا کسی اسلامی جماعت کو نفوذ اور اثر حاصل ہے تو وہ احمدیہ جماعت ہے۔ اور امریکہ میں بھی ہماری ہی جماعت کی تبلیغ ہو رہی ہے اور وہاں کے لوگوں کو احمدیت میں صرف داخل ہونے کی توفیق ہی نہیں ملی بلکہ انہیں قربانی کرنے کی بھی توفیق ملی ہے۔ یُوں تو اتنے بڑے ملک میں چار پانچ سَو لوگوں کا احمدی ہو جانا کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔ لیکن جنس دیکھی جاتی ہے تعداد کی کمی اور زیادتی کو نہیں دیکھا جاتا۔ ہم نے یہ نہیں دیکھنا کہ کتنے لوگوں نے احمدیت قبول کی ہے بلکہ یہ دیکھنا ہے کہ وہ کتنی قربانی کرنے والے ہیں۔ مثلاً بڑی بات یہ ہے کہ انہوں نے ایک شخص کو دینی تعلیم حاصل کرنے کے لئے یہاں بھیجا ہے۔ مسٹر رشید احمد یہاں ہیں۔ اور سینٹ لوئیس سے بھی مجھے خط آیا ہے کہ ایک نوجوان یہاں آنے کی تیاری کر رہے ہیں۔ اِسی طرح سفید لوگوں میں سے بھی ایک عورت نے دینی تعلیم حاصل کرنے کے لئے یہاں آنے کی خواہش ظاہر کی ہے۔ ہمارے نزدیک تو سفید اور سیاہ سب برابر ہیں لیکن امریکہ میں ان میں ایک حد تک امتیاز اب تک برتا جاتا ہے۔ میں نے اُس عورت کو فی الحال یہاں آنے سے روک دیا ہے۔ یہ چار ملک ہو گئے۔

عربی ممالک میں بے شک ہمیں اُس قسم کی اہمیت حاصل نہیں جیسی ان ممالک میں حاصل ہے۔ لیکن پھر بھی ایک طرح کی اہمیت ہمیں حاصل ہو گئی ہے۔ اور وہ یہ کہ فلسطین میں عین مرکز میں اگر مسلمان رہے ہیں تو وہ صرف احمدی ہیں۔ بعض ہندوستانی اخبارات جن کو دشمنی کی وجہ سے ہمارا یہ کام قابلِ اعتراض نظر آیا ہے لکھتے ہیں کہ اگر انہیں فلسطین سے یہودیوں نے نہیں نکالا تو ضرور یہ یہود سے ملے ہوئے ہیں۔ جیسے ہم جب قادیان میں جم کر مقابلہ کر رہے تھے تو سب لوگ ہماری تعریفیں کرتے تھے لیکن اب کہتے ہیں کہ چونکہ احمدی ابھی تک قادیان میں بیٹھے ہیں انہیں ہندوستان سے ضرور کوئی

تعلق ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ دو لاکھ کے قریب عرب ابھی مقبوضہ فلسطین میں ہیں۔ مگر جو فوقیت ہمیں حاصل ہے وہ یہ ہے کہ ہم عین مرکز میں موجود ہیں۔ جیسے بھارت میں ابھی چار کروڑ مسلمان پائے جاتے ہیں لیکن ہمیں جو فوقیت حاصل ہے وہ یہ ہے کہ ہم اس مرکز میں موجود ہیں جہاں دوسرے مسلمان نہیں پائے جاتے۔

دوسرے شام کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعض الہاموں سے پتہ چلتا ہے کہ احمدیت کے دَور میں وہ خصوصیت حاصل کرے گا۔ ان سب ممالک میں ہم نے احمدیت کا دائرہ وسیع اور منظّم کرنا ہے۔ ان میں سے افریقہ میں جماعت سب سے زیادہ ہے اور ایسٹ افریقہ اور ویسٹ افریقہ دونوں کو ملا کر ایک لاکھ کے قریب جماعت ہو جاتی ہے۔ اور پھر ان میں سُرعت کے ساتھ احمدیت بڑھ رہی ہے اور درجن کے قریب ہمارے مبلغ کام کر رہے ہیں۔ بلکہ اگر مقامی مبلغوں اور معلّموں کو ملا لیا جائے تو وہاں پچاس ساٹھ سے زائد مبلغ کام کر رہے ہیں۔ امریکہ میں اِس وقت چار مبلغ کام کر رہے ہیں مگر ابھی تک امریکہ کے مرکز میں مسجد نہیں بنی تھی۔ اب فیصلہ کیا گیا ہے کہ واشنگٹن جو امریکہ کا دارالحکومت ہے وہاں مسجد بنائی جائے۔ بلکہ ایک مکان سَوا لاکھ روپیہ کو خرید لیا گیا ہے۔ اس کے لئے دو ماہ سے جماعت میں چندہ کی تحریک ہو رہی ہے مگر افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ جماعت نے اِس طرف پوری توجہ نہیں کی۔ شاید اِس کی وجہ یہ ہے کہ میری طرف سے تحریک نہیں ہوئی۔ حالانکہ جو الٰہی سلسلے ہوتے ہیں اُن میں افراد کو نہیں دیکھا جاتا کام کو دیکھا جاتا ہے۔ جب مرکز کی طرف سے کوئی تحریک ہو تو خواہ وہ چھوٹے سے چھوٹے کارکن کی طرف سے ہی ہو مرکزی ہی سمجھی جائے گی اور اُسے وہی اہمیت حاصل ہوگی جو کسی مرکزی تحریک کو حاصل ہوتی ہے۔ کیونکہ سارے کام ایک ہی آدمی نہیں کر سکتا اور نہ ہی ساری دنیا کو ایک آدمی سے عقیدت ہو سکتی ہے۔ مثلاً اگر ہر کام خلیفہ ہی کرے تو وہ اسلام کی طاقت کا موجب نہیں ہوگا بلکہ اسلام کی کمزوری کا موجب ہوگا اور یہ چیز شرعاً ناجائز ہے۔ یہ تحریک کسی فرد کی طرف سے نہیں کی گئی جماعت کی طرف سے کی گئی تھی۔ اور چاہیے تھا کہ دوست یہ نہ دیکھتے کہ یہ تحریک میں نے کی ہے یا کسی ناظر، وکیل، نائب وکیل یا کسی اَور نے کی ہے بلکہ وہ اِس کی اہمیت کو دیکھتے اور اس کو مدنظر رکھتے ہوئے اس میں حصہ لیتے۔

امریکہ وہ ملک ہے جو کھربوں میں کھیل رہا ہے اس کے لئے جو جگہ خریدی گئی ہے وہ سَوا لاکھ روپیہ

کی ہے اور پچیس ہزار ابھی اَور اس پر خرچ ہوگا۔ درحقیقت یہ عمارت بھی وہاں کی عظمت کے لحاظ سے چھوٹی ہے۔ اُن پر اثر ڈالنے کے لئے تو بیس پچیس لاکھ روپیہ کی عمارت چاہیے تھی لیکن موجودہ حالات میں صرف ڈیڑھ لاکھ پر ہی کفایت کی گئی ہے۔ چودھری ظفر اللہ خاں صاحب نے بتایا ہے کہ ماہرین نے مشورہ دیا ہے کہ اگر یہ عمارت دو لاکھ روپیہ کی بھی مل جائے تو اسے سستی سمجھنا چاہیے لیکن ہمیں وہ ایک لاکھ بیس ہزار روپیہ میں مل گئی ہے اور اس پر فرش کرنے اور قانونی طور پر بعض اصلاحیں مہیا کرنے پر پندرہ بیس ہزار اَور خرچ ہو چکا ہے اور کُل خرچ ایک لاکھ پچاس ہزار کے قریب ہوگا۔ واشنگٹن ایک اہم مقام ہے جہاں یہ مکان احمدیت کی ترقی اور اس کی اشاعت میں مفید ہوسکتا ہے۔ چونکہ امریکہ کو باقی ممالک پر ایک فوقیت حاصل ہے اگر اس میں احمدیت پھیل جائے تو اس مکان کے ذریعہ سے دوسرے ممالک پر بھی احمدیت کا اثر پڑے گا اور امریکہ کے احمدیوں کے ذریعہ سے دوسرے ممالک میں احمدیت کو نفوذ اور اثر حاصل ہوگا۔

دوسری تحریک مسجد ہالینڈ کے لئے چندہ کی ہے۔ کہتے ہیں عورتوں کے پاس پیسہ نہیں ہوتا لیکن شاید اُن کا دل بڑا ہوتا ہے۔ مردوں نے ڈیڑھ لاکھ روپیہ اکٹھا کرنا ہے اور اِس وقت تک صرف پونے بارہ ہزار کے وعدے ہوئے ہیں۔ اور عورتوں نے ساٹھ ہزار روپیہ جمع کرنا ہے مگر اِس وقت تک اُن کے پونے سترہ ہزار کے وعدے ہیں۔ گویا عورتوں کے وعدے مردوں سے ڈیڑھ گُنا ہیں۔ میرے پاس جو چندہ کی رپورٹیں آتی ہیں اُن میں دس میں سے 9 جگہیں ایسی ہوتی ہیں جہاں عورتوں کا چندہ مردوں سے زیادہ ہوتا ہے۔ بہرحال ہالینڈ کو بھی یہ فوقیت حاصل ہے کہ انڈونیشیا آزاد ہوگیا ہے۔ پس اب اِن دونوں ملکوں کی آپس میں دوستی کے تعلقات بڑھتے جائیں گے اور ڈچ کامن ویلتھ میں انڈونیشیا کے شامل ہونے کی وجہ سے چونکہ مسلمانوں کو اکثریت حاصل ہوگی اِس لئے ڈچ، مسلمانوں کی طرف مائل ہوں گے اور ممکن ہے کہ ہالینڈ اسلام کا مرکز بن جائے۔ اِس لئے وہاں کی مسجد بھی ایک اہم مسجد ہے۔

پس میں اِس خطبہ کے ذریعہ دوستوں کو تحریک کرتا ہوں کہ وہ اِس چیز کا خیال جانے دیں کہ اُن پر کتنے بوجھ ہیں۔ وہ ہمیشہ بوجھ کے نیچے رہیں گے۔ دنیا میں کوئی ایسا انسان نہیں رہا جس پر کوئی بوجھ نہیں ہوگا۔ جس انسان پر کوئی بوجھ نہیں ہوتا وہ خود بوجھ بنا لیا کرتا ہے۔ مثلاً امیر لوگ ہیں وہ یہی بوجھ بنا لیتے ہیں کہ کہیں ڈاکہ نہ پڑ جائے اور وہ لُٹ نہ جائیں۔ پس بوجھ سے مت ڈرو بلکہ یہ دیکھو کہ تمہاری

زندگیوں میں کتنے بڑے کام سرانجام پا جاتے ہیں۔ تم اپنی اِس مختصر زندگی میں اور پھر اِس سے بھی زیادہ مختصر دولت اور اقتصاد میں اگر کوئی عظیم الشان کام کر جاتے ہو تو تمہاری زندگی ناکام زندگی نہیں ہوتی۔ بلکہ تمہاری زندگی کامیاب زندگی ہوتی ہے جس پر بڑے بڑے لوگ جن کو بظاہر دولت اور اقتصاد حاصل ہوتا ہے حسد کرتے ہیں یا رشک کرتے ہیں اور یا نقل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔''

(الفضل مورخہ 18 مئی 1950ء)

1: تخمہ: بدہضمی، سوئے ہضم کی بیماری۔ ضعفِ معدہ

2: اِنڈوچائنا: (Indochina) جنوب مشرقی ایشیا کے خطہ کا قدیم نام

3: سیام: تھائی لینڈ (11 مئی 1949ء تک تھائی لینڈ کا نام)